

## صف بندی، ضرورت و اہمیت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نماز کے لیے صفوں کو سیدھا کرنا، صفوں کے درمیان فاصلہ کم رکھنا، صف میں کندھوں کو برابر رکھنا، ٹخنے سے ٹخنا ملانا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا واجب ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ سلف صالحین ہمیشہ اس کے عامل رہے ہیں۔ احادیث رسول میں صف بندی کے بارے میں احکامات بڑی تاکید سے بیان ہوئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فَقَالَ: «أَلَا تَصِفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟، قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ».

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح کیوں صفیں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ فرمایا: وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے یوں مل کر کھڑے ہوتے ہیں کہ درمیان میں کوئی فاصلہ باقی نہیں رہتا۔“ (صحیح مسلم: ۱/۱۸۰، ح: ۴۳۰)

② سیدنا ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ، وَيَقُولُ: «اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ»، --- قَالَ أَبُو

مَسْعُودٍ : فَأَنْتُمْ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا .

”رسول اللہ ﷺ نماز (کی صفوں) میں ہمارے کندھوں کو ہاتھوں سے برابر کرتے اور فرماتے : سیدھے ہو جاؤ، ٹیڑھے نہ ہو جاؤ، ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔۔۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آج تم (صفوں کی درستی میں سستی کی بناء پر) سخت اختلاف کا شکار ہو۔“ (صحیح مسلم : ۱/۱۸۱، ح : ۴۳۲)

معلوم ہوا کہ صفیں ٹیڑھی ہوں تو اس کی سزا میں دل بھی ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، موڈت و محبت ختم ہو جاتی ہے، دشمنی اور عداوت گھر کر جاتی ہے، دلوں کو بغض، حسد اور عناد جیسی مہلک بیماریاں گھیر لیتی ہیں، بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے، دوستی رنجشوں میں بدل جاتی ہے، دلوں میں ایسی پھوٹ پڑتی ہے کہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں ہوتا۔ آج بھی اختلاف و انتشار کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ حدیث کو فیصل و حاکم مان کر اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ائمہ مساجد اپنی ذمہ داری سے غافل ہیں، صفوں کی درستی پر توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ روز قیامت ضرور پوچھے گا۔ امام کو اس وقت تک نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، جب تک صفیں درست نہ ہو جائیں۔

③ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا، وَيَقُولُ : «لَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» .

”رسول اللہ ﷺ صف میں داخل ہوتے اور ایک جانب سے دوسری جانب تک جاتے۔ اس دوران آپ ﷺ ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھوں سے درست کرتے

اور فرماتے: ٹیڑھے نہ ہوا کرو، ورنہ تمہارے دل ٹیڑھ کا شکار ہو جائیں گے۔“

(مسند الإمام أحمد: ۲۸۵/۴؛ سنن أبي داود: ۶۶۴؛ سنن النسائي: ۸۱۲؛ سنن ابن ماجه:

۹۹۷ مختصراً، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن جارود (۳۱۶)، امام ابن خزیمہ (۱۵۵۶) اور امام ابن حبان

(۲۱۶۱) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳-۳۱۱ھ) اس حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں:

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، تَخَوُّفًا لِمُخَالَفَةِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ الْقُلُوبِ.

”صفوں کی درستی میں سستی کے بارے میں سخت وعید کا بیان کہ اللہ رب العزت کی

طرف سے دلوں میں دوری ڈال دیے جانے سے ڈرنا چاہیے۔“

(صحیح ابن خزیمہ: ۲۴/۳)

③ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ، حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا، فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكْبِرُ، فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرَهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: «عِبَادَ اللَّهِ، لَتَسَوَّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

”رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں اتنی سیدھی کرتے رہے کہ گویا ان صفوں کے ذریعے تیروں کو سیدھا کرتے ہوں، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ہم یہ بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور قریب تھا کہ نماز کے لیے تکبیر کہہ

دیں۔ اچانک آپ کی نظر مبارک ایک ایسے شخص پر پڑی جو صف سے اپنے سینے کو باہر نکالے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں اختلاف (دشمنی) ڈال دے گا۔“

(صحیح مسلم: ۱۸۲/۱، ۴۳۶)

اس حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے، صفیں کج اور ٹیڑھی نہ ہوں، کیونکہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، اختلاف قلوب اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔ جب تک صف بندی درست نہ ہو، تب تک نماز شروع نہیں کرنی چاہیے۔

⑤ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَتَسُوْنَ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ».

”تم ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کر لو گے، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت (عداوت) ڈال دے گا۔“ (صحیح البخاری: ۷۱۷، صحیح مسلم: ۴۳۶)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۳۸۴-۴۵۶ھ) اس وعید کے بارے میں فرماتے ہیں: هَذَا وَعِيدٌ شَدِيدٌ، وَالْوَعِيدُ لَا يَكُونُ إِلَّا فِي كَبِيرَةٍ مِنَ الْكَبَائِرِ. ”یہ سخت وعید ہے اور وعید ہمیشہ کسی کبیرہ گناہ کے بارے میں ہوتی ہے۔“

(المحلی لابن حزم: ۵۵/۲، مسئلہ: ۴۱۵)

⑥ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا صَلَّيْتُمْ؛ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ».

”جب تم (باجماعت) نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو درست کیا کرو۔“

(صحیح مسلم: ۱۷۴/۱، ح: ۴۰۴)

④ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رُصُّوا الصُّفُوفَ، لَا يَتَخَلَّلُكُمْ مِثْلُ أَوْلَادِ الْحَذَفِ»، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا أَوْلَادُ الْحَذَفِ؟ قَالَ : «غَنَمٌ سُودٌ صِغَارٌ، يَكُونُ بِالْيَمَنِ».

”تم صفوں کو اچھی طرح ملایا کرو، تمہارے درمیان سے حذف کے بچوں کی طرح کی چیزیں نہ گزریں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حذف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: چھوٹی سی بکری جو کہ یمن میں پائی جاتی ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٥١/١؛ مسند السراج : ٧٥٨؛ المستدرک علی الصحیحین

للحاكم : ٢١٧/٣، وسندہ صحیح)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔

⑧ سیدنا نعمان بن بشیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي يَعْنِي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ --

”جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو سیدھا کرتے۔ جب ہم سیدھے ہو جاتے تو آپ ﷺ نماز کے لیے تکبیر کہتے۔“

(سنن أبي داود : ٦٦٥؛ صحيح أبي عوانة : ١٣٨، وسندہ حسن)

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو امام مسلم کی شرط پر ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام للنووي : ٢٤٧٠)

⑨ سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

«أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ

الصَّلَاةِ».

”تم نماز میں صف کو قائم رکھا کرو کیونکہ صف کو قائم کرنا نماز کا حسن ہے۔“

(صحیح البخاری: ۷۲۲؛ صحیح مسلم: ۴۳۵)

⑩ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ».

”تم صفوں کو درست کیا کرو کیونکہ صفوں کی درستی سے نماز قائم ہوتی ہے۔“

(صحیح البخاری: ۱۰۰/۱، ح: ۷۲۳؛ صحیح مسلم: ۱۸۱/۱، ح: ۴۳۳)

صف کا برابر اور سیدھا کرنا نماز قائم کرنے میں داخل ہے، صفوں کا ٹیڑھا ہونا نماز میں

موجب نقصان ہے۔

⑪ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَحْسِنُوا إِقَامَةَ الصُّفُوفِ فِي الصَّلَاةِ».

”نماز میں صفوں کی درستی اچھی طرح سے کیا کرو۔“

(مسند الإمام أحمد: ۴۸۵/۲، وسندہ صحیح)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۱۷۹) نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

⑫ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ

ظَهْرِي».

”ایک دن نماز کی اقامت ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے رُخ انور ہماری

طرف پھیرا اور فرمایا: تم صفوں کو مکمل کرو اور خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ میں

تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔“ (صحیح البخاری: ۱۰۰/۱، ح: ۷۱۹)

۱۳) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي»، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مِنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

”تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ پھر ہم میں سے ہر آدمی اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں چپکا لیتا تھا۔“

(صحیح البخاری: ۱۰۰/۱، ح: ۷۲۵)

بتائیے کہ جو لوگ صرف انگلی کے ساتھ انگلی ملا تے ہیں ان کا عمل حدیث کے موافق ہے

یا مخالف؟

علامہ ابوالحسن، عبید اللہ بن عبد السلام، مبارک پوری رحمہ اللہ (م: 1414ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ ذَلِكَ يَدُلُّ دَلَالَةً وَآصَحَّةً عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِإِقَامَةِ الصَّفِّ وَتَسْوِيَّتِهِ؛ إِنَّمَا هُوَ اعْتِدَالُ الْقَائِمِينَ عَلَى سَمْتٍ وَاحِدٍ، وَسَدُّ الْخَلَلِ وَالْفُرْجِ فِي الصَّفِّ بِالْزَاقِ الْمُنْكِبِ بِالْمُنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ، وَعَلَى أَنَّ الصَّحَابَةَ فِي زَمَنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ، وَأَنَّ الْعَمَلَ بِرِصِّ الصَّفِّ وَالْزَاقِ الْقَدَمِ بِالْقَدَمِ وَسَدِّ الْخَلَلِ كَانَ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَتَبِعِهِمْ، ثُمَّ تَهَاوَنَ النَّاسُ بِهِ.

”یہ سارے الفاظ واضح طور پر بتاتے ہیں کہ صفوں کی درستی سے مراد نمازیوں کا

ایک سیدھ میں کھڑا ہونا، نیز کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر خالی جگہوں کو پُر کرنا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام ایسا کرتے تھے اور صف کو اچھی طرح ملانے اور پاؤں سے پاؤں چمٹانے کا عمل اسلام کے صدرِ اول، یعنی صحابہ و تابعین میں موجود تھا، لیکن بعد میں لوگوں نے اس میں سستی شروع کر دی۔“ (مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح : 5/4)

جناب انور شاہ کشمیری، دیوبندی صاحب کہتے ہیں :

الْمُرَادُ بِالْإِزَاقِ الْمُنْكِبِ بِالْمُنْكِبِ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَنَّ لَا يَتْرُكُ فِي الْبَيْنِ فُرْجَةً تَسَعُ فِيهَا ثَالِثًا، ---، وَلَمْ أَجِدْ عِنْدَ السَّلَفِ فَرْقًا بَيْنَ حَالِ الْجَمَاعَةِ وَالْإِنْفِرَادِ فِي حَقِّ الْفَصْلِ بَيْنَ قَدَمَيِ الرَّجُلِ بَأَنَّهُمْ كَانُوا يَفْصِلُونَ بَيْنَ قَدَمَيْهِمْ فِي حَالِ الْجَمَاعَةِ أَزِيدَ مِنْ حَالِ الْإِنْفِرَادِ، وَهَذِهِ الْمَسْأَلَةُ أَوْجَدَهَا غَيْرُ الْمُقَلِّدِينَ فَقَطُّ، وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ إِلَّا لَفْظُ الْإِزَاقِ، وَلَيْتَ شِعْرِي، مَاذَا يَفْهَمُونَ مِنْ قَوْلِهِمُ الْبَاءُ لِلْإِصَاقِ، ثُمَّ يُمَثِّلُونَهُ : مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، فَهَلْ كَانَ مُرُورَهُ بِهِ مُتَّصِلًا بَعْضُهُ بِبَعْضٍ أَمْ كَيْفَ مَعْنَاهُ، ---، وَفِي مَسَائِلِ التَّعَامُلِ لَا يُؤْخَذُ بِالْأَلْفَاظِ، ---، لَمَّا لَمْ نَجِدِ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ يُفَرِّقُونَ فِي قِيَامِهِمْ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ وَالْإِنْفِرَادِ؛ عَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يُرَدْ بِقَوْلِهِ إِزَاقِ الْمُنْكِبِ إِلَّا التَّرَاصُّ وَتَرَكَ الْفُرْجَةَ، ثُمَّ فَكَّرَ فِي نَفْسِكَ وَلَا تَعْجَلْ أَنَّهُ هَلْ يُمَكِّنُ إِزَاقُ الْمُنْكِبِ مَعَ إِزَاقِ الْقَدَمِ إِلَّا بَعْدَ مُمَارَسَةٍ



شَاقَّةٌ، وَلَا يُمَكِّنُ بَعْدَهُ أَيُّضًا، فَهُوَ إِذَنْ مِنْ مُخْتَرَعَاتِهِمْ، لَا أَثَرَ لَهُ فِي السَّلَفِ.

”فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازیوں کے درمیان اتنی جگہ نہ چھوڑی جائے کہ کوئی تیسرا وہاں کھڑا ہو سکے۔ مجھے سلف کے ہاں ایسا کوئی فرق نہیں ملا جو آدمی اپنے دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ اکیلے نماز پڑھتے ہوئے اور جماعت میں کھڑا ہوتے ہوئے ملحوظ رکھے۔ سلف صالحین جماعت کی صورت میں اپنے دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ مسئلہ صرف غیر مقلدین نے ایجاد کیا ہے۔ ان کے پاس اس سلسلے میں صرف لفظ الزاق (جو کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا معنی ایک نمازی کا دوسرے نمازی سے پاؤں اور کندھا چمٹانا) ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ غیر مقلدین یہ کہہ کر کیا مراد لیتے ہیں کہ باء الصاق (ملاپ کے معنی) کے لیے ہوتی ہے۔ پھر وہ الصاق کی مثال یہ دیتے ہیں کہ مَرَرْتُ بِرَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گزرا)۔ کیا ان گزر اس طرح ہوا کہ ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ مل گیا یا کیا معنی ہوگا؟ تعامل والے مسائل میں الفاظ کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ جب ہمیں صحابہ و تابعین جماعت میں قیام انفرادی قیام سے الگ نوعیت کا نہیں کرتے تھے، تو معلوم ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے لفظ الزاق بول کر صرف صف کو اچھی طرح ملانا اور خالی جگہ کو پُر کرنا مراد لیا ہے۔ پھر آپ جلدی کیے بغیر دل میں غور کریں کہ کندھے سے کندھا ملانا بغیر سخت مشقت کے ممکن نہیں، بل کہ مشقت کے بعد بھی یہ ممکن نہیں۔ لہذا یہ غیر مقلدین کی گھڑی ہوئی باتوں میں سے ایک ہے۔ سلف میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔“ (فیض الباری: 2/302)

کشمیری دیوبندی صاحب کی عبارت سے یہ باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

① فقہائے اربعہ کے نزدیک کندھے سے کندھا ملانے کا مطلب حقیقی طور پر کندھے سے کندھا ملانا نہیں، بل کہ دو نمازیوں کا باہم قریب ہو کر کھڑا ہونا ہے۔ البتہ وہ آپس میں اتنا فاصلہ چھوڑ سکتے ہیں کہ کوئی تیسرا شخص درمیان میں کھڑا نہ ہو سکے۔

لیکن یہ بات ائمہ دین پر جھوٹ ہے۔ کسی ایک بھی امام سے ایسا ثابت نہیں۔

② سلف صالحین میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں تھا جو جماعت میں اپنے پاؤں کا فاصلہ انفرادی نماز سے زیادہ رکھتا ہو، جب کہ غیر مقلدین ایسا کرنے کو کہتے ہیں۔

یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ اہل حدیث انفرادی اور باجماعت دونوں حالتوں میں اپنے کندھوں کے حساب سے پاؤں کھولنے کا کہتے ہیں اور اسی طرح صف بندی درست ہوتی ہے۔ نہ کندھے سے کندھا ملانے کے لیے پاؤں میں زیادہ فاصلہ ضروری ہے، نہ اہل حدیث نے کبھی ایسا کہا اور کیا۔

③ اہل حدیث کے پاس صرف لفظ الزاق ہی ہے، جسے وہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے پر پیش کرتے ہیں۔

یہ بھی سو فیصد غلط بیانی ہے، کیوں کہ لفظ الزاق کے ساتھ ساتھ تَرَاَصُّوا (باہم چپک جاؤ) اور سُدُّوا الْخَلَلَ (خالی جگہیں کوپڑ کرو) وغیرہ کے الفاظ بھی اسی معنی پر واضح دلالت کرتے ہیں، جن کا اثبات خود کشمیری صاحب نے بھی کر دیا ہے۔

④ کندھے سے کندھا ملانے والی حدیث میں بَاءُ الصَّاقِ (ملاپ) کے لیے ہے، جس کی مثال مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گزرا) ہے۔ کیا کوئی کسی کے پاس سے گزرتا ہے تو ان کا جسم بھی باہم ملتا ہے؟

یہ محض دھوکا دہی ہے۔ اہل علم نے الصاق کی مثال صرف یہی ذکر نہیں کی، جو کشمیری صاحب نے بیان کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ الصاق مجازی کی مثال ہے، جب کہ الصاق حقیقی کی مثالیں کشمیری صاحب ہڑپ کر گئے ہیں، جیسے بہ داء (اسے بیماری لگی ہے)۔ کیا بیماری کسی انسان کے جسم سے چمٹی نہیں ہوتی؟ حدیث میں پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملانے کے ذکر میں جو بائے الصاق ہے، وہ بھی الصاق حقیقی کے لیے ہے۔

⑤ صف بندی پر امت کا تعامل ہے اور وہ صرف افراد کے باہمی ایک سمت میں کھڑے ہونے پر ہے، لہذا حدیث کے الفاظ کی بجائے تعامل ہی معتبر ہے۔ یہ بات بھی دیانت علمی کے خلاف ہے، کیوں کہ صحابہ و تابعین کا عمل تو صحیح احادیث کی روشنی میں یہی تھا کہ وہ باہم پاؤں کے ساتھ پاؤں اور کندھے سے کندھا اچھی طرح ملا تے تھے۔ ہر دور میں اہل حق اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اہل حدیث کی مساجد میں آج بھی یہ سنت زندہ ہے۔ نہ معلوم کس تعامل کی بات کشمیری صاحب کر رہے ہیں؟

⑥ کندھے سے کندھا حقیقی طور پر ملانا بہت مشقت والا، بل کہ ناممکن کام ہے۔ یہ غیر مقلدین کی گھڑنت ہے۔

اہل حق اور سنت کے شیدائیوں کے لیے یہ قطعاً مشکل نہیں اور سو فی صد ممکن ہے۔ ہم الحمد للہ اس سنت پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں اور بغیر مشقت کے اس پر عمل ممکن ہوتا ہے۔ جن کے دل سنت سے تنگ ہوں، ان کو یہ عمل سخت مشکل اور تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے۔ ایک پیاری سنت کو ناقابل عمل قرار دینے کی یہ سازش بجد اللہ ناکام ہو گئی ہے۔ علامہ، عبید اللہ بن عبد السلام، مبارک پوری رحمہ اللہ (م: 1414ھ)، کشمیری صاحب کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حَمْلُ الْإِلْزَاقِ هُنَا عَلَى الْمَجَازِ يَحْتَاجُ إِلَى قَرِينَةٍ، وَتَفْسِيرُهُ بِأَنْ لَا

يُتْرَكَ فِي الْبَيْنِ فُرْجَةٌ تَسَعُ فِيهَا ثَالِثًا؛ لَا أَثَارَةَ عَلَيْهِ مِنْ دَلِيلٍ، لَا مِنْ مَنَقُولٍ وَلَا مِنْ مَعْقُولٍ، وَلَا يُوجَدُ هُنَا أَدْنَى قَرِينَةٍ وَأَضْعَفُ أَثَرٍ يَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى الْبَتَّةَ، فَهُوَ إِذَا مِّنْ مُّخْتَرَعَاتِ هَذَا الْمُقْلَدِ الَّذِي جَعَلَ السُّنَّةَ بَدْعَةً، وَالْبَدْعَةُ أَي تَرَكُ الْإِلْزَاقَ بِإِبْقَاعِ الْفُرْجَةِ وَعَدَمِ التِّصَامِ سُنَّةً، ثُمَّ لَمْ يَكْتَفِ بِذَلِكَ، بَلْ تَجَاسَرَ، فَنَسَبَ مَا اخْتَرَعَهُ إِلَى الْفُقَهَاءِ الْأَرْبَعَةِ، ثُمَّ أَقُولُ : مَا الدَّلِيلُ مِنَ السُّنَّةِ أَوْ عَمَلِ الصَّحَابِيِّ عَلَى تَحْدِيدِ الْفَضْلِ بَيْنَ قَدَمَيْ الْمُصَلِّي بِأَنْ يَكُونَ قَدَرُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ أَوْ قَدَرُ شِبْرٍ فِي حَالِ الْإِنْفِرَادِ وَالْجَمَاعَةِ كِلْتَاهِمَا، وَالْحَقُّ أَنَّ الشَّارِعَ لَمْ يُعَيِّنْ قَدَرَ التَّفْرِيجِ بَيْنَ قَدَمَيْ الْمُصَلِّي رَاحَةً لَهُ وَشَفَقَةً عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ يَخْتَلِفُ ذَلِكَ بِاخْتِلَافِ حَالِ الْمُصَلِّي فِي الْهَزَالِ وَالسَّمَنِ وَالْقُوَّةِ وَالضُّعْفِ، فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَفْصِلُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فِي الْجَمَاعَةِ قَدَرُ مَا يَسْهَلُ لَهُ سَدُّ الْفَرَجِ وَالْخَلَلِ، وَالْإِزَاقُ مَنْكِبُهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمُهُ بِقَدَمِهِ مِنْ غَيْرِ تَكْلُفٍ وَمَشَقَّةٍ، ثُمَّ إِنَّهُ لَيْسَ عِنْدَنَا لَفْظُ الْإِلْزَاقِ فَقْطُ، بَلْ هُنَا لَفْظُ التَّرَاصُّ، وَسَدِّ الْخَلَلِ، وَالنَّهْيُ عَنْ تَرْكِ الْفُرْجَةِ لِلشَّيْطَانِ، وَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ ذَلِكَ يُؤَكِّدُ حَمَلَ الْإِلْزَاقِ عَلَى مَعْنَاهُ الْحَقِيقِيِّ، وَمَاذَا كَانَ لَوْ كَانَ هُنَا لَفْظُ الْإِلْزَاقِ فَقْطُ، وَقَدْ اعْتَرَفَ هُوَ فِي آخِرِ كَلَامِهِ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ التَّرَاصُّ وَتَرْكُ الْفُرْجَةِ، وَهَذَا هُوَ الَّذِي نَقُولُهُ، وَلَا

يَحْصُلُ التَّرَاصُّ وَالتَّوَقِّي عَنِ الْفُرْجَةِ إِلَّا بِأَنْ يُلْصِقَ الرَّجُلُ مِنْكَبَهُ بِمَنْكَبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمِهِ بِقَدَمِهِ حَقِيقَةً، وَلَيْتَ شَعْرِي، مَاذَا يَقُولُ هُوَ فِي مِثَالِ الْإِلْصَاقِ الْحَقِيقِيِّ، وَهُوَ قَوْلُهُمْ: بِهِ دَاءٌ، ثُمَّ مَاذَا يَقُولُ فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَلْزَقَ الْخِتَانُ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ»، وَالسُّنَّةُ الصَّحِيحَةُ الْمُحْكَمَةُ حُجَّةٌ وَقَاضِيَةٌ عَلَى التَّعَامُلِ، لَا أَنَّ التَّعَامُلَ قَاضٍ عَلَى السُّنَّةِ، لَا فَرْقَ عِنْدَنَا فِي ذَلِكَ بَيْنَ عَمَلِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَبَيْنَ عَمَلِهِمْ وَعَمَلِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْبِلَادِ الْإِسْلَامِيَّةِ، مَعَ أَنَّ عَمَلَ الْمُسْلِمِينَ فِي الزَّمَنِ النَّبَوِيِّ وَعَمَلَ الْخُلَفَاءِ وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى التَّرَاصِّ وَالتِّضَامِ وَعَدَمِ إِنْقَاءِ الْفُرْجَةِ مُطْلَقًا، وَلَا يُعْتَدُ بِعَمَلِ النَّاسِ بَعْدَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، وَلَا يَكُونُ أَدْنَى مَشَقَّةٍ فِي الْإِزَاقِ الْمَنْكَبِ بِالْمَنْكَبِ مَعَ الْإِزَاقِ الْقَدَمِ بِالْقَدَمِ، فَنَحْنُ نَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الْجَمَاعَةِ عَمَلًا بِالْحَدِيثِ وَاتِّبَاعًا لِلْسُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ مُمَارَسَةٍ وَكُلْفَةٍ، وَمِنْ غَيْرِ أَنْ تُفَرِّجَ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ أَزِيدَ مِمَّا نُفَرِّجُ فِي حَالِ الْإِنْفِرَادِ، لَكِنْ لَا يَسْهُلُ ذَلِكَ إِلَّا عَلَى مَنْ يُحِبُّ السُّنَّةَ وَصَاحِبَهَا، وَيَتْرُكُ التَّحِيلَ لَتَرَكِ الْعَمَلِ بِهَا، وَأَمَّا الْمُقَلِّدُ الَّذِي عَمَتِ بَصِيرَتُهُ، فَيَشْقُ عَلَيْهِ كُلُّ سُنَّةٍ؛ إِلَّا مَا كَانَ مُوَافِقًا لِهَوَاهُ، هَدَى اللَّهُ تَعَالَى هَؤُلَاءِ

الْمُقَلِّدِينَ، وَوَفَّقَهُمْ لِلْعَمَلِ بِالسُّنَنِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الثَّابِتَةِ،  
وَتَرَكَ التَّأْوِيلَ وَالتَّحْرِيفَ.

”یہاں الزاق کو مجازی معنی پر محمول کرنا قرینے کا محتاج ہے۔ اور الزاق کی یہ تفسیر کرنا کہ دو نمازیوں کے درمیان اتنی جگہ نہ چھوڑی جائے کہ کوئی تیسرا کھڑا ہو سکے، اس پر کوئی شرعی و عقلی دلیل نہیں۔ یہاں اس معنی پر محمول کرنے کے لیے کوئی ادنیٰ سا قرینہ اور کوئی کمزور ترین شائبہ بھی قطعاً موجود نہیں۔ یوں یہ اس مقلد کی گھڑنت ہے جس نے سنت کو بدعت بنا چھوڑا ہے۔ بدعت یہ کہ باہم خالی جگہ چھوڑنا، آپس میں نہ ملنا اور الزاق پر عمل نہ کرنا اس کے نزدیک سنت ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، بل کہ جسارت کرتے ہوئے اپنی گھڑی ہوئی کہانی کو ائمہ اربعہ پر تھوپ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ سنت رسول ﷺ یا صحابہ کرام کے عمل سے کون سی دلیل ہے جو انفرادی اور جماعت کی حالت میں نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں یا ایک باشت برابر فاصلے کی حد بندی کرتی ہے؟ حق بات تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شفقت و نرمی کرتے ہوئے نمازی کے پاؤں کے مابین فاصلے کو معین نہیں کیا۔ کیوں کہ یہ فاصلہ نمازی کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ کوئی نمازی پتلا، کوئی موٹا، کوئی مضبوط اور کوئی کمزور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نمازی اپنے پاؤں کو جماعت میں اتنا کھولے گا کہ اس کے لیے بغیر تکلف و مشقت کے خالی جگہ کو ختم کرنا اور ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا ممکن ہو۔ پھر ہمارے پاس صرف الزاق کا لفظ ہی نہیں، بل کہ ’تراص‘، ’سدخل‘ اور شیطان کے لیے خالی جگہ چھوڑنے سے ممانعت جیسے الفاظ نبوی بھی ہیں، جن میں سے ہر ایک الزاق کو حقیقی معنی پر محمول کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر صرف لفظ

الزاق ہی ہوتا تو پھر بھی کیا ہو جانا تھا؟ کیوں کہ خود کشمیری صاحب نے اپنی عبارت کے اختتام پر اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ الزاق سے مراد باہم اچھی طرح مل جانا اور خالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔ یہی بات تو ہم کہتے ہیں۔ باہم اچھی طرح ملنا اور خالی جگہوں کے چھوڑنے سے بچنا تب ہی ممکن ہے، جب آدمی اپنے کندھے کو ساتھ والے نمازی کے کندھے کے ساتھ اور پاؤں کو اس کے پاؤں کے ساتھ حقیقی طور پر ملا لے۔ نہ جانے کشمیری صاحب الصاقِ حقیقی کی اس مثال کے بارے میں کیا کہیں گے کہ عرب کہتے ہیں: بِه دَاءٌ (اسے بیماری چٹھی ہے)، پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہیں گے: 'جب کوئی اپنے ختنہ کو مقامِ ختنہ کے ساتھ ملائے، تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔' (کیا یہاں بھی الزاق کا مجازی معنی ہی مراد لیا جائے گا)؟ صحیح و محکم حدیث (بعض الناس کے) تعامل کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتی ہے، نہ یہ کہ (بعض لوگوں کا) تعامل، حدیث کے قابل عمل یا ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے نزدیک اہل مدینہ کے یا دیگر بلادِ اسلامیہ کے لوگوں کے عمل میں کوئی فرق نہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام کا عمل، خلفائے راشدین کا عمل اور آپ ﷺ کے بعد تمام صحابہ و تابعین کا عمل باہم مل کر کھڑے ہونے اور درمیان میں خالی جگہ بالکل نہ چھوڑنے ہی پر تھا۔ صدرِ اول، یعنی صحابہ و تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا عمل ناقابل اعتبار ہے۔ مزید یہ کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانے میں ادنیٰ سی مشقت بھی نہیں ہوتی۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور سنت کے اتباع میں بغیر کسی تکلف و مشقت کے ایسا کرتے ہیں۔ ہم جماعت میں اپنے پاؤں کا درمیانی فاصلہ انفرادی حالت سے زیادہ بھی

نہیں رکھتے۔ لیکن اس سنت پر عمل کرنا صرف انہی لوگوں کے لیے آسان ہے جو سنت اور صاحب سنت (رسول اللہ ﷺ) سے محبت رکھتے ہیں اور سنت پر عمل چھوڑنے کی خاطر حیلے بہانے نہیں تراشتے۔ رہا مقلد، جس کی بصیرت جواب دے گئی ہوتی ہے، تو اس کے لیے ہر سنت بوجھ بن جاتی ہے، سوائے اس کے جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ ان مقلدین کو ہدایت دے اور انہیں صحیح ثابت احادیث پر عمل کرنے اور تاویل و تحریف کو ترک کرنے کی توفیق بخشے۔“

(مرعاة المفاتیح: 6/4)

⑬ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
«سَدِّدُوا وَقَارِبُوا».

”تم سیدھے اور قریب قریب ہو جاؤ۔“

(مسند الإمام أحمد: ۲۸۲/۵؛ مسند الدارمی: ۶۶۲، وسندہ حسن)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۳۷) نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا إِسْنَادٌ مَوْصُولٌ.

”یہ سند موصول ہے۔“ (شعب الإيمان للبیہقی: ۲۴۵۹)

مسند امام احمد (۲۸۶/۳)، وسندہ صحیح میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:  
«اسْتَوُوا، تَرَأَوْا».

”سیدھے ہو جاؤ اور باہم مل جاؤ۔“

⑭ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:



«اعْتَدِلُوا فِي صُفُوفِكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِّنْ وَرَاءِ ظَهْرِي»،  
 قَالَ أَنَسٌ : لَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ  
 بِقَدَمِهِ، وَلَوْ ذَهَبَتْ تَفْعَلُ ذَلِكَ لَتَرَى أَحَدَهُمْ كَأَنَّهُ بَغْلٌ شَمُوسٌ .

”تم صفوں میں سیدھے ہو جاؤ اور خوب مل جاؤ۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا  
 ہوں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے  
 ساتھ والے کے کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں چپکا لیتا تھا۔ اگر آپ  
 (آج) اس طرح کرنے لگیں تو دیکھیں گے کہ لوگ (اس طرح پدکیں گے جیسے  
 وہ) سرکش خچر ہوں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٣٥٠/١؛ الفوائد للمختلّص: ٢/١٠/١ نقلا عن الصحيحة للألباني :

٣١؛ السنن لسعيد بن منصور نقلا عن فتح الباري لابن حجر: ٢/٢١١، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٤٤٣-٨٥٢ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَأَفَادَ هَذَا التَّصْرِيحُ أَنَّ الْفِعْلَ الْمَذْكُورَ كَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِهَذَا يَتِمُّ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ عَلَى بَيَانِ الْمُرَادِ بِإِقَامَةِ  
 الصَّفِّ وَتَسْوِيَتِهِ .

”اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ (صف بندی کا) مذکورہ کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 زمانے میں ہوتا تھا۔ صفوں کو قائم اور سیدھا کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے  
 میں اسی حدیث سے مکمل دلیل ملتی ہے۔“ (فتح الباری لابن حجر: ٢/٢١١)  
 صاحب التعلیق المغنی کہتے ہیں:

فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ فِيهَا دَلَالَةٌ وَأَصْحَحَةٌ عَلَى اهْتِمَامِ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ،

وَأَنَّهَا مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ، وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَتَأَخَّرُ بَعْضٌ عَلَى بَعْضٍ، وَلَا يَتَقَدَّمُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ، وَعَلَى أَنَّهُ يُلْزَقُ مِنْكَ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ، لَكِنَّ الْيَوْمَ تَرَكْتُ هَذِهِ السُّنَّةَ، وَلَوْ فَعَلْتُ الْيَوْمَ؛ لَنَفَرَ النَّاسُ كَالْحُمُرِ الْوَحْشِيَّةِ، فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

”ان احادیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ صفوں کی درستی کا اہتمام کرنا چاہیے، صف بندی سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ صف میں آگے پیچھے کھڑے نہیں ہونا چاہیے، ایک شخص دوسرے کے کندھے سے کندھا، پاؤں سے پاؤں اور گھٹنے سے گھٹنا چپکا کر کھڑا ہو۔ لیکن آج یہ سنت ترک کر دی گئی ہے۔ اگر آپ اس پر عمل کریں تو لوگ جنگلی گدھوں کی طرح بھاگیں گے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

(عون المعبود: ۲/۲۵۶)

صف بندی کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (م ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں:

وَهَكَذَا حَالُ أَكْثَرِ النَّاسِ فِي هَذَا الزَّمَانِ، فَإِنَّهُ لَوْ فَعَلَ بِهِمْ ذَلِكَ؛ لَنَفَرُوا كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ وَحْشٌ، وَصَارَتْ هَذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَهُمْ كَأَنَّهَا بِدْعَةٌ، عِيَاذًا بِاللَّهِ، فَهَدَاهُمُ اللَّهُ وَأَذَاقَهُمْ حَلَاوَةَ السُّنَّةِ.

”اس دور میں اکثر لوگوں کا یہی حال ہے۔ اگر ان کے ساتھ ایسی صف بندی کی جائے تو وہ جنگلی گدھوں کی طرح بھاگنے لگیں گے۔ اس سنت کو وہ گویا بدعت سمجھنے لگے ہیں (نعوذ باللہ!)۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور سنت کی مٹھاس عطا فرمائے۔“

(إبكار المنن في تنقيد آثار السنن للمباركفوري، ص: ۲۴۵)

شیخ رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ اہل بدعت اور اہل تعصب کی مساجد اس سنت کے نور سے خالی ہیں، ان کے ہاں صف بندی کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ لوگ ایک بالشت بل کہ ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات صف میں کھڑے دو انسانوں کے درمیان اتنا خلا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہونے کی گنجائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی پاؤں سے پاؤں ملانے کی کوشش کرے تو دور بھاگتے ہیں۔ گویا اس سنت سے ان کو شدید نفرت ہے۔ یقیناً یہ لوگ اُمت کی بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ یہ سنتوں کے دشمن اور بدعتوں کے شیدائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سنت کی مخالفت پر ان کو ضرور پوچھے گا۔

①۶ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَقِيلَ لَهُ: مَا أَنْكَرْتَ مُنْذُ يَوْمٍ عَهِدْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا أَنْكَرْتُ شَيْئًا إِلَّا أَنْكُمْ لَا تُقِيمُونَ الصَّفَّ.

”وہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان سے سوال ہوا: رسول اللہ ﷺ کے دور سے آج تک آپ نے (اہل مدینہ کی) کون سی بات ناپسند کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے (اہل مدینہ) کی کوئی بات ناپسند نہیں سوائے اس کے کہ تم صف بندی کا اہتمام نہیں کرتے۔“ (صحیح البخاری: ۱/۱۰۰، ح: ۷۲۴)

اس روایت پر امام بخاری رحمہ اللہ (۱۹۴-۲۵۶ھ) نے یوں تبویب کی ہے:

بَابُ إِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصَّفُوفَ.

”جو لوگ صفیں مکمل نہیں کرتے، ان کے گناہ کا بیان۔“

⑫ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ : «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا، «لَتُقِيمَنَّ صُفُوفُكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ»، قَالَ : فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اپنا رخ انور پھیرا اور فرمایا: اپنی صفوں کو قائم کیا کرو۔ تین مرتبہ یہی بات دہرائی، پھر فرمایا: تم ضرور اپنی صفوں کو قائم کر لو گے، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔ نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ (اس فرمان نبوی کو سننے کے بعد) ایک شخص دوسرے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا چپکا تا تھا۔“

(مسند الإمام أحمد : ۲۷۶/۴؛ سنن أبي داود : ۶۶۲؛ صحيح البخاري : ۱۰۰/۱ مختصراً

معلقاً، وسندٌ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزمیہ (۱۶۰) اور امام ابن حبان (۲۱۷۶) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔ (تغلیق التعلیق : ۳۰۲/۲، ۳۰۳)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ بِإِسْنَادٍ حَسَنَةٍ .

”اس حدیث کو امام داؤد اور دیگر ائمہ نے حسن سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔“

(خلاصة الأحكام للنووي : ۱۱۶/۱)

زکریا بن ابی زائدہ نے سنن دارقطنی (۲۸۲/۱) اور صحیح ابن خزمیہ وغیرہ میں سماع کی تصریح

کر رکھی ہے۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! یہ تھی صحابہ کرام کی صف بندی۔۔۔ جو رسول اللہ نے سب مسلمانوں پر لازم قرار دی ہے، لیکن آج مسلمان اس طرح فاصلے سے کھڑے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے سے چھو گئے تو ناپاک ہو جائیں گے، آج ہمارے اندر پھوٹ اور اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم صف بندی کا اہتمام نہیں کرتے، صحابہ کرام کی طرح خوب مل کر کھڑے ہوں، قدم سے قدم، پنڈلی سے پنڈلی اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، نبی کریم کے حکم کی پیروی پر بے شمار رحمتیں نازل ہوں گی، باہمی محبت اور الفت پیدا ہوگی۔

ناصر السنتہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۲-۱۴۲۰ھ) حدیث انس اور حدیث نعمان بن بشیر کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ فَوَائِدُ هَامَّةٌ؛ الْأُولَى وَجُوبُ إِقَامَةِ الصُّفُوفِ وَتَسْوِيَّتُهَا وَالتَّرَاصُّ فِيهَا، لِلأَمْرِ بِذَلِكَ، وَالْأَصْلُ فِيهِ الْوُجُوبُ إِلَّا لِقَرِينَةٍ، كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ فِي الْأُصُولِ، وَالْقَرِينَةُ هُنَا تُؤَكِّدُ الْوُجُوبَ، وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ»، فَإِنَّ مِثْلَ هَذَا التَّهْدِيدِ لَا يُقَالُ فِيمَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ، كَمَا لَا يَخْفَى، الثَّانِيَةُ: أَنَّ التَّسْوِيَةَ الْمَذْكُورَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بِالصُّقِّ الْمُنَكَّبِ بِالْمُنَكَّبِ، وَحَافَةِ الْقَدَمِ بِالْقَدَمِ، لِأَنَّ هَذَا هُوَ الَّذِي فَعَلَهُ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ حِينَ أُمِرُوا بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ، وَلِهَذَا قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بَعْدَ أَنْ سَاقَ الزِّيَادَةَ الَّتِي أَوْرَدْتُهَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ مِنْ

قَوْلِ أَنَسٍ : وَأَفَادَ هَذَا التَّصْرِيحُ أَنَّ الْفِعْلَ الْمَذْكُورَ كَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِهَذَا يَتِمُّ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ عَلَى بَيَانِ الْمُرَادِ بِإِقَامَةِ الصَّفِّ وَتَسْوِيَّتِهِ، وَمِنْ الْمُؤَسَّفِ أَنَّ هَذِهِ السُّنَّةَ مِنَ التَّسْوِيَةِ قَدْ تَهَاوَنَ بِهَا الْمُسْلِمُونَ، بَلْ أَضَاعُوهَا إِلَّا الْقَلِيلُ مِنْهُمْ، فَإِنِّي لَمْ أَرَهَا عِنْدَ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا أَهْلَ الْحَدِيثِ، فَإِنِّي رَأَيْتُهُمْ فِي مَكَّةَ سَنَةَ (١٣٦٨) حَرِيصِينَ عَلَى التَّمَسُّكِ بِهَا كَغَيْرِهَا مِنْ سُنَنِ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مَنِ اتَّبَعَ الْمَذَاهِبَ الْأَرْبَعَةَ، لَا أَسْتَشِي مِنْهُمْ حَتَّى الْحَنَابِلَةِ، فَقَدْ صَارَتْ هَذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَهُمْ نَسِيًّا مَنْسِيًّا، بَلْ إِنَّهُمْ تَتَابَعُوا عَلَى هَجْرِهَا وَالْإِعْرَاضِ عَنْهَا، ذَلِكَ لِأَنَّ أَكْثَرَ مَذَاهِبِهِمْ نَصَّتْ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ فِي الْقِيَامِ التَّفْرِيجُ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ بِقَدَرِ أَرْبَعِ أَصَابِعَ، فَإِنْ زَادَ كُرْهَ، كَمَا جَاءَ مُفَصَّلًا فِي الْفِقْهِ عَلَى الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ (٢٠٧/١)، وَالتَّقْدِيرُ الْمَذْكُورُ لَا أَصْلَ لَهُ فِي السُّنَّةِ، وَإِنَّمَا هُوَ مُجَرَّدُ رَأْيٍ، وَلَوْ صَحَّ لَوَجَبَ تَقْيِيدُهُ بِالْإِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ حَتَّى لَا يُعَارِضُ بِهِ هَذِهِ السُّنَّةَ الصَّحِيحَةَ، كَمَا تَقْتَضِيهِ الْقَوَاعِدُ الْأُصُولِيَّةُ، وَخُلَاصَةُ الْقَوْلِ : إِنَّنِي أَهَيْبُ بِالْمُسْلِمِينَ، وَخَاصَّةً أَيْمَةَ الْمَسَاجِدِ الْحَرِيصِينَ عَلَى اتِّبَاعِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاكْتِسَابِ فَضِيلَةِ إِحْيَاءِ سُنَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَذِهِ السُّنَّةِ وَيَحْرِصُوا عَلَيْهَا، وَيَدْعُوا

النَّاسَ إِلَيْهَا حَتَّى يَجْتَمِعُوا عَلَيْهَا جَمِيعًا ، وَبِذَلِكَ يَنْجُونَ مِنْ تَهْدِيدٍ : «أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ» ---

”ان دونوں حدیثوں میں بہت سے اہم فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ صفوں کو قائم کرنا، ان کو سیدھا کرنا اور ان کو اچھی طرح ملانا واجب ہے کیونکہ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کا حکم موجود ہے۔ حکم میں اصل وجوب ہی ہوتا ہے سوائے اس صورت کے کہ اس (وجوب کے خلاف) کوئی دلیل آجائے۔ یہ بات اصول کی کتب میں مسلم طور پر لکھی ہوئی ہے۔ یہاں دلیل وجوب ہی کو مزید پختہ کرتی ہے۔ وہ دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی دھمکی کسی واجب کام کے بارے میں ہی دی جا سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ صفوں کو برابر کرنے سے مراد یہی ہے کہ کندھے سے کندھا اور پورے پاؤں کے ساتھ پورا پاؤں اچھی طرح ملا لیا جائے کیونکہ صحابہ کرام کو جب صفوں کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وہی زائد الفاظ جو میں نے بیان کیے ہیں، ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ (صف بندی کا) مذکورہ کام نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا۔ صفوں کو قائم اور سیدھا کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں اسی حدیث سے مکمل دلیل ملتی ہے۔۔۔

افسوس کی بات ہے کہ صفوں کی درستی والی سنت کو اکثر مسلمانوں نے اہمیت نہیں دی بل کہ انہوں نے اسے ضائع کر دیا ہے۔ میں نے یہ سنت مسلمانوں کے صرف ایک گروہ اہل حدیث کے پاس دیکھی ہے۔ میں نے انہیں مکہ مکرمہ میں ۱۳۶۸ھ میں دیکھا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری سنتوں کی طرح اس سنت کے بھی

شیدائی تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ مثلاً مذاہبِ اربعہ کے پیروکار حتیٰ کہ میں ان میں سے حنبلی لوگوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتا۔ ان لوگوں نے اس سنت کو بالکل بھلا دیا ہے۔ انہوں نے مسلسل اس سنت کو چھوڑا ہوا ہے اور اس سے اعراض کیے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مذاہب کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ دو اشخاص کے پاؤں میں چار انگلیوں کے برابر فاصلہ رکھنا سنت ہے۔ اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہوگا تو مکروہ ہوگا، اس کی تفصیل الفقہ علی المذاہب الأربعة میں موجود ہے۔ اس مقرر کردہ فاصلے کی سنت رسول میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ یہ محض اپنی رائے ہے۔ اگر اسے صحیح مانا جائے تو ضروری ہے کہ اسے امام اور منفرد کے لیے خاص کیا جائے (جماعت کی صورت میں مقتدیوں کے درمیان یہ فاصلہ نہ کیا جائے) تاکہ صحیح سنت کے خلاف نہ ہو۔ اصولی قواعد کا یہی تقاضا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ مسلمان خصوصاً مساجد کے ائمہ کرام جو آپ ﷺ کے اتباع کے شیدائی ہیں اور آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے کی فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں، میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس سنت پر خود بھی عمل کریں، اس کے شیدائی بنیں اور لوگوں کو اس کی دعوت بھی دیں حتیٰ کہ سب لوگ اس پر عمل شروع کر دیں۔ اسی طرح مسلمان رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے محفوظ رہ سکیں گے کہ: (صفوں کو درست کرو) ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔“

(سلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی: ۴۰/۱، ۴۱، تحت الحديث: ۲۳)

①۸ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا مَزَجَاتِ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ



صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ».

”تم صفوں کو درست کرو، کندھوں کو برابر کرو، خالی جگہ کو پُر کرو، اپنے بھائیوں (ائمہ مساجد) کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے خالی جگہیں نہ چھوڑو۔ جو شخص صف کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔“

(مسند الإمام أحمد: ۹۸/۲؛ سنن أبي داود: ۶۶۶؛ سنن النسائي: ۸۲۰ مختصراً، وسنده

صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۴۹) نے ”صحیح“ کہا ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۳/۱) نے اسے امام مسلم کی شرط پر ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۸۴۹-۹۱۱ھ) اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں:

وَمَعْنَى «قَطَعَهُ اللَّهُ»، أَيِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْفَضِيلَةِ وَالْأَجْرِ الْجَزِيلِ .

”صف توڑنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کاٹ دے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اسے بھلائی، فضیلت اور اجر عظیم سے محروم کر دے گا۔“

(الحاوي للفناوي للسيوطي: ۵۲/۱)

محدث البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَالْحَقُّ أَنَّ سَدَّ الْفُرْجَةِ وَاجِبٌ مَا أَمَكَنَ .

”حق بات یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو خالی جگہ کو پُر کرنا فرض ہے۔“

(السلسلة الضعيفة: ۳۲۳/۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱۹)

«رَاصُوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي  
نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِينَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ  
الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْخَذَفُ».

”اپنی صفوں کو ایسے ملایا کرو جیسے عمارت کی اینٹیں ملی ہوتی ہیں، ان کو قریب قریب  
کیا کرو اور اپنی گردنوں کو برابر رکھا کرو۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں  
محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں شیطانوں کو صف کی خالی جگہوں میں سے داخل  
ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں، جیسے وہ بکری کے بچے ہوں۔“

(سنن أبي داود: ٦٦٧؛ السنن الكبرى للبيهقي: ١٠٠/٣، وسنده صحيح)

امام ابن خزیمہ (۱۵۴۵) اور امام ابن حبان (۲۱۶۶) نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا  
ہے۔ سنن النسائي (۸۱۶) میں قتادہ بن دعامہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔

رسول اللہ فداہ ابی وامی وروحی ونفسی صف بندی کے بارے میں کس قدر تاکید فرما رہے  
ہیں کہ صفوں کے درمیان خلا کو پُر کیا کرو، لیکن اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور کہلانے والے غور  
ہی نہیں کرتے! بل کہ احادیث کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر  
شیطان صف میں نہیں گھس سکتا؟ (العیاذ باللہ!)

اہل اسلام کو چاہئے کہ صف کے شگافوں کو کندھے سے لے کر پاؤں تک اچھی طرح بند  
کیا کریں، قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر صف میں کھڑے ہوا کریں، رسول  
کریم ﷺ قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ صف کے درمیان سوراخ اور شگاف سے شیطان گھس آتا  
ہے، اس سے نماز کا خشوع و خضوع جاتا رہے گا، نمازیوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبت  
بھی مفقود ہو جائے گی، نفرتیں اور کدورتیں گھر کر جائیں گی۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّرَاحُ : الْمُرَادُ بِأَقِيمُوا؛ اعْتَدِلُوا، وَتَرَأَوْا؛ تَلَاَصَقُوا بِأَلَا خَلَلٍ.

”شارحین کا کہنا ہے کہ صفوں کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور صفوں کا اچھی طرح ملانے سے مراد یہ ہے کہ خلل چھوڑے بغیر مل کر کھڑے ہو جاؤ۔“ (الحاوی للفتاوی للسیوطی: ۵۲/۱)

### فائدہ :

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَعْنَى : «وَلْيَنْوَأْ بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ»، إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ، فَذَهَبَ يَدْخُلُ فِيهِ؛ فَيَنْبَغِي أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلَّ رَجُلٍ مَنَكِبَيْهِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ.

”فرمانِ نبوی کہ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص صف کی طرف آئے اور اس میں داخل ہونے لگے تو ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے کندھوں کو نرم کر لے تاکہ وہ صف میں داخل ہو جائے۔“

(سنن أبی داؤد، تحت الحديث: 666)

②۰ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ؛ فَاَعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ، وَسُدُّوا الْفَرَجَ». ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو اپنی صفوں کو درست کرو اور خالی جگہوں کو

پُر کرو۔“ (صحیح ابن حبان: 402، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۴۸) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۱/۱) نے ”امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(۲۱) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ؛ فَاغْدِلُوا صُفُوفَكُمْ، وَأَقِيمُوهَا، وَسُدُّوا  
الْخَلَلَ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي».

”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو سیدھا و درست کرو اور خالی جگہیں  
پُر کرو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں۔“

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۵۴۸؛ صحیح ابن حبان: ۴۰۱؛ واللفظ لہ، وسندہ صحیح)

سعودی عرب کے مفتی اعظم، عظیم فقیہ، علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۰-۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَشْرُوعُ لِمَنْ رَأَى ذَلِكَ أَنْ يَنْصَحَ إِخْوَانَهُ وَيَأْمُرُهُمْ بِسَدِّ  
الْفُرْجِ، وَعَلَى اللَّائِمَةِ أَنْ يَأْمُرُوا الْجَمَاعَةَ بِذَلِكَ تَأْسِيًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَنْفِيذًا لِأَمْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

”جو شخص یہ (صف بندی میں سستی) دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائیوں کو  
نصیحت کرے اور انہیں خالی جگہیں ختم کرنے کا حکم دے۔ ائمہ مساجد کا فرض ہے  
کہ وہ جماعت کو اس کا حکم دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کریں اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حکم کو نافذ کریں۔“ (مجموع فتاویٰ ابن باز: ۲۰۳/۱۲)

(۲۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ».

”جو لوگ صفوں کو ملاتے ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے ان

کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔“

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۵۵۰؛ وسندہ حسن، المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۲۱۴/۱؛

وقال: صحیح علی شرط مسلم، ووافقه الذہبی وأقره المنذري: ۱۷۴/۱)

﴿۲۳﴾ صفوں کو ملانے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دُعا بھی کی ہے کہ:

«مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ».

”جو شخص صف کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑے۔“

(مسند الإمام أحمد: ۹۸/۲؛ سنن أبي داود: ۶۶۶؛ سنن النسائي: ۸۲۰؛ وسندہ صحیح)

﴿۲۴﴾ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«اسْتَوْوا، اسْتَوْوا، اسْتَوْوا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِّنْ خَلْفِي، كَمَا أَرَاكُمْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيَّ».

”سیدھے ہو جاؤ، سیدھے ہو جاؤ، سیدھے ہو جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

میں میری جان ہے! میں (نماز میں) تمہیں اپنے پیچھے اسی طرح دیکھتا ہوں، جیسے

اپنے آگے دیکھتا ہوں۔“

(مسند الإمام أحمد: ۲۶۸/۳؛ سنن النسائي: ۸۱۳؛ وسندہ صحیح)

**رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام کا اہتمام:**

﴿۲۵﴾ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَوُّوا صُفُوفَكُمْ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَخَلَّلُهَا كَالْخَذَفِ، أَوْ كَأَوْلَادِ  
الْحَذَفِ.

”صفوں کو درست کیا کرو، کیونکہ شیطان ان میں بکری یا بکری کے بچوں کی طرح

داخل ہو جایا کرتا ہے۔“

(المعجم الكبير للطبراني: ۲۷۵/۹، ح: ۹۳۷۶، وسندہ صحیح)

نیز فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُنَا، وَمَا تُقَامُ الصَّلَاةُ حَتَّى تَكْمَلَ بِنَا الصُّفُوفُ .

”مجھے یاد ہے کہ اس وقت تک نماز کھڑی نہیں کی جاتی تھی جب تک ہمارے

ساتھ صفیں مکمل نہ ہو جاتیں۔“ (مسند الإمام أحمد: ۴۱۹/۱، وسندہ صحیح)

حافظ بیہمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَرَجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

”اس روایت کے راوی صحیح بخاری والے راوی ہیں۔“ (مجمع الزوائد: ۹۰/۲)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ (الحاوي للفتاوي: ۵۳/۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

سَوُّوا صُفُوفَكُمْ .

”اپنی صفوں کو سیدھا کیا کرو۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: ۳۵۱/۱، وسندہ صحیح)

ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ فِيمَنْ يُقِيمُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُدَّامَهُ لِإِقَامَةِ الصَّفِّ .

”میں ان لوگوں میں سے تھا جنہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صفیں سیدھی کرانے

کے لیے اپنے آگے کھڑا کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: ۳۵۱/۱، وسندہ صحیح)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے:

لَمْ يَكُنْ يُكَبِّرُ بِالصَّلَاةِ لِلنَّاسِ حَتَّى تَعْدَلَ الصُّفُوفُ، وَيُوَكِّلَ بِذَلِكَ رَجُلًا.

”آپ ﷺ اس وقت تک لوگوں کو نماز پڑھانا شروع نہ کرتے جب تک ان کی صفیں درست نہ ہو جاتیں۔ اس کام کے لیے آپ نے کئی آدمیوں کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی۔“ (جزء أبي الجهم: ۲۱، وسندہ صحیح)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمرو بن میمون کہتے ہیں:

وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَيْنِ، قَالَ: اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَفِيهِنَّ خَلَّاهُ؛ تَقَدَّمَ، فَكَبَّرَ.

”آپ ﷺ جب صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے: سیدھے ہو جاؤ۔ حتیٰ کہ جب صفوں میں کوئی خلا نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور اللہ اکبر کہتے۔“

(صحیح البخاری: 3700)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اسْتَوُوا، وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاقِبِ، فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ إِقَامَةَ الصَّفِّ، قَالَ (مَالِكُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ): وَكَانَ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رَجُلٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِإِقَامَةِ الصُّفُوفِ.

”سیدھے ہو جاؤ، کندھوں کو برابر کر لو کیونکہ صف کو سیدھا کرنے سے نماز مکمل ہو گی۔ مالک بن ابی عامر بیان کرتے ہیں کہ آپ اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہتے جب تک وہ لوگ آپ کے پاس نہ آ جاتے جنہیں آپ نے صفوں کو درست کرنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا۔“

(الموطأ للإمام مالك: ۱۰۴/۱، مصنف ابن أبي شيبة: ۳۵۱/۱، وسنده صحيح)

سويد بن غفله تابعي رضي الله عنه بیان کرتے ہیں:

كَانَ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُسَوِّي مَنَاكِبَنَا، وَيَضْرِبُ أَقْدَامَنَا لِإِقَامَةِ الصَّفِّ.

”بلال رضی اللہ عنہ ہمارے کندھوں کو برابر کرتے اور صف کو درست کرنے کے لیے ہمارے

پاؤں پر مارتے تھے۔“ (المطالب العالیة لابن حجر: ۴۲۸، وسنده صحيح)

قارئین کرام! صفوں کو مکمل کرنا، ان کو سیدھا کرنا، ان کے درمیان خالی جگہوں کو پر کرنا اور صفوں میں مل کر کھڑے ہونا ضروری ہے۔ اس بارے میں ہم نے صحیح احادیث کا مجموعہ پیش کر دیا ہے۔ خود اندازہ کریں کہ امت ان احادیث کو کس طرح نظر انداز کر رہی ہے۔ مسلمانوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ صف کے درمیان خالی جگہ چھوڑنا انتہائی مکروہ فعل ہے۔ اس پر شدید وعید آئی ہے۔ اس سے جماعت کی فضیلت ضائع ہو جاتی ہے۔ بل کہ اگر صف میں لوگ مل کر کھڑے نہ ہوں اور درمیان میں خالی جگہ ہو تو وہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہیں۔ یاد رکھیں کہ صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو رسول اللہ ﷺ نے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

**فائدہ :**

مشہور مفسر امام اسماعیل بن عبد الرحمن سدی رحمہ اللہ فرشتوں کے قول کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ (الصافات: ۱۶۵) (بلاشبہ ہم صفیں بنانے والے ہیں) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لِلصَّلَاةِ. ”یعنی ہم نماز کے لیے صفیں بنانے والے ہیں۔“

(تفسیر الطبري: ۱۳۵/۲۳، وسنده حسن)